عیدین کی خوشیاں کیسے منائیں؟

مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری

Edited with the trial version of
Foxit Advanced PDF Editor
To remove this notice, visit:
www.foxitsoftware.com/shopping

مولانا عبدالمبین نعمانی قادری کا یہ مکتوب
ماہنامہ اشرفیہ,مبارکپور,انڈیا اکتوبر 2012
سے لیا گیا ہے

عیدین کی خوشیاں کیسے منائیں؟

مکرمی-------------سلام مسنون

عید الفطر اور عید الاضحیٰ یہ دونوں خوشیوں کے دن ہیں، جو مسلمانوں کو عطا ہوئے۔ عیدین کے احکام مفصل فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں، قرآنی آیات اور احادیث طیبہ میں ان کا ذکر ہے، عیدین کی نمازوں کا طریقہ یکساں ہے، صرف نیت کا فرق ہے کہ ایک میں عید الفطر کی نیت کی، دوسرے میں عید الاضحیٰ کی نیت کی، کہا جائے گا یا دل میں اس کو بٹھایا جائے گا۔ عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد ایک اضافہ قربانی کا ہے جو عید الفطر میں نہیں، عید الفطر میں صدقۂ فطر ہے جو حکم شرع کی بجا آوری کے ساتھ غربا و مساکین کی امداد کا بھی سبب ہے۔ یوں ہی عید الاضحیٰ میں قربانی جہاں رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے وہیں اس سے غربا و مساکین کا تعاون بھی ہو جاتا ہے، فطرہ بھی واجب ہے اور قربانی بھی۔ ہاں جو صاحبِ استطاعت نہ ہو وہ مستثنیٰ ہے، ہاں اگر وہ فطرہ یا قربانی ادا کرے تو ثواب کا ضرور مستحق ہوگا۔ فطرہ کے لیے تو ضروری ہے وہ پورا کا پورا غربا و مساکین میں تقسیم کر دیا جائے، جب کہ قربانی میں اختیار ہے کہ کل گوشت اپنی ضرورت میں رکھ لے یا کل صدقہ کر دے، البتہ مستحب اور بہتر یہ ہے کہ گوشت کا تین حصہ کرے، ایک حصہ غربا کے لیے خاص کرے، دوسرا دوست احباب اور اقربا کے لیے، اور تیسرا حصہ خاص گھر کے لیے رکھ لے۔

گویا عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ (عید قرباں) دونوں خدا کی عبادت اور اس کی رضا جوئی کے کاموں پر مشتمل ہیں۔ ساتھ ہی غربا و مساکین کی امداد و اعانت پر بھی، تاکہ خاص عید کے دن فقرا کو یا دوسرے پریشان حال لوگوں کو بھی خوشی منانے کا موقع پورا مل جائے، اور اسلام کے درس مساوات کا بھی ثبوت فراہم کیا جا سکے۔

لیکن ان دونوں ہی عیدوں کے تعلق سے مسلمانوں میں کئی کام ایسے رائج ہیں جو شرعاً ضروری یا سنت تو نہیں مگر جائز و مباح ضرور ہیں، اور شریعت نے ان پر کوئی پابندی نہیں لگائی ہے۔ مثلاً عیدین میں سوئیاں بنانا یا ان کی جگہ کوئی اور میٹھی چیز کا اہتمام کرنا، دوست احباب کو بلا کر کھلانا، ایک دوسرے کو مبارک باد دینا۔ عید قرباں کے موقع پر بعض لوگ گوشت پکا کر دوست احباب اور غربا کو کھلاتے ہیں اور اس طرح خوشی کا اظہار کرتے ہیں، نہ تو شریعت نے اس کا حکم دیا نہ ہی منع فرمایا۔ لوگ ایک دوسرے کے پاس ملنے جاتے ہیں، بالعموم لوگ اپنے کاروبار بھی بند رکھتے ہیں، شریعت نے اس کا بھی حکم نہیں دیا ہے، یہ سب محض اظہارِ مسرت کے طور پر کیا جاتا ہے اور اس میں شرعاً کوئی حرج بھی نہیں۔ ایک دوسرے کو کھانا کھلانا، غربا و مساکین کی امداد کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ دوست احباب اور رشتہ داروں سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا، ان کے دلوں میں مسرت اور فرحت کی لہر پیدا کرنا بھی ایک اچھی بات ہے، بلکہ حدیث پاک میں اس کو صدقہ کہا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

”کسی مسلمان بھائی کے دل میں خوشی کے جذبات پیدا کرنا صدقہ ہے۔“ یعنی کارِ ثواب ہے۔

یوں ہی بہت سے مسلمان بعد نمازِ عید عید گاہ میں بھی اور اس کے علاوہ دیگر مقامات پر بھی اظہارِ مسرت کے لیے مصافحہ و معانقہ کرتے ہیں، مصافحہ تو خاص سنت ہے اور اس کی فضیلت بھی احادیث میں آئی ہے، اس سے گناہ جھڑتے ہیں۔ یہ مصافحہ نماز کے بعد ہو یا اس سے قبل، یا کسی اور ملاقات کے وقت ہر طرح سنت ہی ہے، سوائے اس کے کہیں منع کیا گیا ہو، اور نماز کے بعد مصافحہ کہیں سے منع نہیں اور خوشی کے وقت معانقہ خود سرکارِ دو عالم علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت ہے، اس کی احادیث فتاویٰ رضویہ جلد: ۸، جدید میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

عین العلم (محمد بن عثمان بلخی) میں ہے، ان امور میں لوگوں کی موافقت کر کے انھیں خوش کرنا اچھا ہے، جن کی شریعت میں ممانعت نہیں، جب وہ امور ان میں رائج ہو چکے ہوں، اگرچہ نو پید ہوں۔ (عین العلم، ص: ۴۱۲)

اورظاہر ہےنمازوں کے بعد مصافحہ ہو یا عیدین کے بعد مصافحہ ومعانقہ یہ انھیں امور سے ہیں جن کی شریعت میں ممانعت نہیں، اور کسی چیز کا محض نو پید ہونا اس کی ممانعت کی دلیل نہیں، ورنہ صدہا امور ناجائز ٹھہریں گے۔ مثلاً مساجد کو پختہ بنانا، اونچے اونچے مینارے تعمیر کرنا، اس میں لاکھوں لاکھ روپے صرف کرنا، مساجد کو گنبد نما بنانا وغیرہ۔

مجمع البحار الانوار میں ہے، "ھی من البدع المباحۃ" (یعنی بعد نماز مصافحہ) اگرچہ نو پید ہے، لیکن مباح ہے۔ اور اس کے مباح ہونے کی صراحت امام نووی نے اذکار میں کی ہے اور صاحبِ درِمختار فرماتے ہیں کہ مصافحہ بعدِ نماز جائز ہے اگرچہ عصر کے بعد ہوا ور جو لوگ کہتے ہیں کہ بدعت ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بدعتِ مباحہ بلکہ حسنہ ہے۔

(ردالمحتار، شرح درمختار: ۵ / ۲۴۴)

تو فقہا جس چیز کو مباح بلکہ حسن فرمائیں اس کو ناجائز یا بدعت سیئہ بتانا اور مسلمانوں کو اس سے روکنا ہرگز جائز نہیں، خصوصاً جب کہ مصافحہ ومعانقہ سے محبت بڑھتی ہے۔

فتح المعین علیٰ شرح الکنز (۱ / ۳۲۵) میں ہے:

"عید کے دن مستحب ہے کہ فرح وبشاشت کا اظہار کرے اور حسب استطاعت صدقہ وخیرات کی کثرت کرے، اور نمازِ صبح اپنے محلے کی مسجد میں ادا کرے اور یہ کہ پیدل جائے اور ایک راستے سے جائے دوسرے سے واپس ہو، اور ایک دوسرے کو مبارکباد دے، مثلاً کہے "تقبل اللہ منا و منکم" اور ایسا ہی مصافحہ بعد عیدین کہ یہ بھی مستحب ہے، بلکہ یہ تمام نمازوں کے بعد سنت ہے۔ (یعنی اصل سنت میں داخل ہے) اور ہر ملاقات کے بعد بھی۔ اور یقیناً جو لوگ بعد نماز ملتے ہیں وہ بھی نئی ملاقات ہوتی ہے، اور مصافحہ بعدِ سلام ہے تو نماز کا سلام بھی اس کے لیے کافی ہے کہ اس میں ہر مصلی کی نیت کرنے کا حکم ہے، اب سلام و دعا کے بعد جو چاہے مصافحہ ومعانقہ کرے اور چاہے تو نیا سلام بھی کر لے کہ اس میں بھی حرج نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ مسویٰ شرح موطا میں کلام امام نووی نقل کر کے فرماتے ہیں، ایسے ہی عیدین کے دن مصافحہ بھی جائز ہے اور بعض نسخوں میں مصافحہ کے بعد معانقہ کا بھی ذکر ہے۔ (مسوی، ۲ / ۲۲۱)

علامہ سید طحطاوی حاشیہ نور الایضاح میں فرماتے ہیں، عید میں مصافحہ بھی کیا جائے کیوں کہ ہر نماز کے بعد مصافحہ سنت ہے۔

(مراقی الفلاح، ص: ۲۸۹)

ڈھیر سارے دلائل میں سے چند پیش کر دیے گئے، جس سے نمازِ عید کے بعد مصافحہ ومعانقہ کا جواز واستحباب اور بعض فقہا کے قول کی بنا پر سنت ہونا ثابت ہے، لہٰذا مسلمانوں کو اس سلسلے میں تردد کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس سلسلے میں ایک جامع حدیث شریف اور پیش کی جاتی ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان جسے اچھا سمجھیں وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور مسلمان جسے قبیح (برا) جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے۔ (موطا امام محمد)

فقط۔ والسلام

محمد عبد المبین نعمانی

المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور